خلافت لائبریری ربوہ

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

جمعرات | 30-جولائی 1998ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
CPL 61
213029
جمعرات 30 جولائی 1998ء 5 ربیع الثانی 1419 ہجری 30 وفا 1377 ہش | جلد 48-83 نمبر 164

خدا کی خاطر محبت کرنے والے

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال اور میری عظمت کیلئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ آج جبکہ میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں میں انہیں اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دوں گا۔

(مسلم کتاب البرّ والصلۃ باب فی فضل الحبّ فی اللہ)

ارشادات عالیہ حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ

اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ (دین) پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا۔ اور نہ نیچر کے تفریط پسند اور اوہام پرست مخالفوں کا۔ نہ خوارق کے انکار کرنے والے باقی رہیں گے (-)

یہی ہوگا۔ ضرور یہی ہوگا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سُنے۔ مبارک وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جائے۔ بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہریک صاحب جو اس للہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کردیوے اور ان کے ہم و غم دور فرماوے۔ اور ان کو ہریک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہریک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 341، 342)

قرآنی ٹیچرز ٹریننگ کلاس

○ بیسویں قرآنی ٹیچرز ٹریننگ کلاس بروز اتوار مورخہ 9۔ اگست 1998ء بوقت 7 بجے صبح سے عرصہ بیس یوم کے لئے منعقد کی جارہی ہے جس میں صرف بیس نمائندے بیرونی اضلاع سے شامل ہوں گے نمائندے پڑھے لکھے اور قرآنی ٹیچر بننے کے خواہشمند ہوں اور واپس جاکر دوسروں کو پڑھانے کا عہد کرکے آئیں۔

قریبی دس اضلاع کی کلاس جولائی 98ء میں بخیر و خوبی مکمل ہو گئی ہے باقی اضلاع کے لئے یہ کلاس ہے جن اضلاع کو نمائندگان کی تعداد کی اطلاع بھجوائی جاچکی ہے۔ ان کے نمائندے امراء سے تصدیقی خط لے کر آئیں۔ بروقت پہنچنے والے پہلے بیس نمائندگان ہی کلاس میں شامل ہو سکیں گے۔ اس لئے ابھی سے اپنے نمائندے کا نام بھجوا کر نشست مخصوص کروا لیں۔

ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد
(تعلیم القرآن وقف عارضی)

محترم سید امین احمد صاحب کو سپرد خاک کردیا گیا

○ محترم سید امین احمد صاحب ابن حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کو 28۔ جولائی 1998ء کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں سپرد خاک کردیا گیا۔ آپ کی عمر 59 سال تھی آپ مورخہ 27۔ جولائی کو صبح 8 بجے انتقال کرگئے تھے۔ محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ و امیر مقامی نے بیت مبارک میں بعد عصر نماز جنازہ پڑھائی جس کے بعد بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی جہاں قبر تیار ہونے پر صاحبزادہ صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔

محترم سید امین احمد صاحب کو دل کا عارضہ لاحق تھا 1992ء میں بائی پاس آپریشن بھی ہوا۔ 18۔ جولائی کو جگر کی خرابی سے علیل ہوئے۔ پھر

باقی صفحہ 7 پر

جلسہ سالانہ کے موقع پر احباب جماعت کے لئے دعائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جنوری 1967ء میں جلسہ سالانہ کی افتتاحی تقریر میں احباب جماعت کے حق میں دعائیں کرتے ہوئے فرمایا۔

"جو عہد بیعت تم نے اپنے رب سے باندھا ہے خدا کرے کہ تم ہمیشہ اس پر پختگی سے قائم رہو۔ اسے کبھی نہ توڑو۔ یہ دنیا بھی تمہارے لئے جنت بنی رہے اور مرنے کے بعد بھی ابدی جنت میں تمہیں داخلہ ملے جہاں ہر دروازہ سے فرشتے تمہارے پاس آئیں اور کہیں کہ تم خدا کی راہ میں ثابت قدم رہے اس لئے اللہ کی سلامتی تمہارے لئے مقدر کی گئی ہے۔ دیکھو تمہیں ایک ایسی زندگی مل رہی ہے جس کے ساتھ فنا نہیں۔ ایک ایسی تونگری عطا ہو رہی ہے جس کے ساتھ فقر اور تنگدستی کا کوئی خطرہ نہیں۔ خدائے عزیز تمہیں ایک ایسی عزت بخش رہا ہے جس کے ساتھ کوئی ذلت اور خواری نہیں۔ اور ایسی صحت اور تندرستی تمہارے نصیب میں لکھی جارہی ہے جس کے ساتھ کسی بیماری اور کمزوری کا کوئی خوف نہیں۔

میرا رب تمہارے ایمانوں میں پختگی اور صدق اور وفا پیدا کرے۔ خدا کی راہ میں تمہارے اعمال اخلاص و ارادت سے پر اور فساد سے خالی ہوں اللہ کرے کہ وہ سب راہیں جن کو تم اختیار کرو فلاح اور کامیابی تک پہنچانے والی ہوں۔ میرے رب کی جنتوں میں تمہارا ابدی قیام ہو اور اس کی تسبیح اور حمد کے درمیان (......) تم ایک دوسرے کے لئے سلامتی چاہنے والے اور اپنے رب سے سلامتی پانے والے ہو...... خدا کرے کہ ذکر الٰہی میں تم ہمیشہ مشغول رہو اور ذکر الٰہی کے اس سرچشمہ سے ابدی مسرتوں کے چشمے تمہارے لئے پھوٹیں اور بہہ نکلیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہمیشہ تم پر سایہ فگن رہے۔ تمہاری پاسبانی کرتی رہے۔ تمہارے اعمال اسی کے فضل سے بہتر پھل لائیں۔ تمہارے دل اور تمہارے سینے ہمیشہ نیک تمناؤں اور نیک خواہشات کا گہوارہ رہیں۔ جو تم چاہو تم پاؤ اور رب رحیم کی طرف سے سلامتی کا تحفہ تمہیں ہر آن ملتا رہے۔ خدا کرے کہ اس کے قرب کی راہیں تم پر کھولی جائیں اور ان راہوں پر گامزن رہنا آسان ہو جائے اور اللہ کرے کہ یہ راہیں تمہیں اس کی نعمت اور اس کے فضل کی جنتوں تک پہنچادیں۔ آرام اور آسائش کی زندگی جہاں تم پر ہمیشہ سلامتی ہوتی رہے۔

(جلسہ سالانہ کی دعائیں)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مورخ احمدیت

عالمِ روحانی کے لعل و جواہر

قبولیتِ دعا کا ایک خاص طریق

○ حضرت سیدنا محمود نے 28۔ جولائی 1916ء کے خطبہ میں قبولیت دعا کے ایک خصوصی طریق پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"دعا کے لئے ایسا وقت انتخاب کرے جہاں خاموشی ہو۔ مثلاً اگر دن کا وقت ہے تو جنگل میں کسی ایسی جگہ چلا جائے...... یا رات کے وقت جبکہ سب لوگ سوئے ہوئے ہوں دعا کرے...... میں نے حضرت مسیح موعود کو دیکھا ہے آپ جنگل میں تنہا چلے جایا کرتے تھے...... ایک دن جو آپ جانے لگے تو میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا۔ تھوڑی دور چلے تو واپس لوٹ آئے اور مسکرا کر فرمانے لگے پہلے تم جانا چاہتے ہو تو ہو آؤ میں بعد میں جاؤں گا۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ آپ اکیلے جانا چاہتے تھے میں واپس آ گیا۔

غرضیکہ علیحدہ جگہ اور خاموش وقت میں خاص توجہ سے دعا کی جاسکتی ہے"

(الفضل 8۔ اگست 1916ء صفحہ 10)

عیادتِ مریض اور درخواستِ دعا

○ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اواخر 1897ء میں سفر ملتان سے واپسی کے بعد لاہور میں قیام فرما تھے۔ آپ حضرت منشی تاج دین صاحب کے چوبارے میں فروکش تھے جو ڈبی بازار میں سنہری مسجد کے سامنے تھا۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب ان دنوں دفتر اکونٹنٹ جنرل میں ملازم تھے اور بیمار تھے۔ شیخ عبداللہ صاحب سے ان کی بیماری کا علم ہوا تو آپ حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب، صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اور چند اور خدام کے ساتھ مفتی صاحب کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور ایک گھنٹہ آپ کے پاس بیٹھے رہے۔ جاتے وقت فرمایا:۔

"آپ بیمار ہیں۔

بیمار کی دعا قبول ہوتی ہے آپ ہمارے سلسلہ کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔"

حضرت مفتی صاحب کا بیان ہے کہ:۔

"حضرت صاحب مجھ سے رخصت ہو کر سیڑھیوں سے اترنے لگے تو حضرت استاذی المکرم مولوی نورالدین صاحب ایک منٹ کے لئے ٹھہر گئے میں نے ان سے دعا کے واسطے عرض کیا تو انہوں نے فرمایا کہ:۔

"حضرت صاحب تو اپنے لئے بھی دعا کے واسطے آپ کو فرما گئے ہیں تو آپ مجھے کیا کہتے ہیں"

(الفضل 2۔ جنوری 1944ء صفحہ 4)

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود

○ حضرت میاں سراج الدین احمد صاحب سمبڑیال ضلع سیالکوٹ کے قلم سے ایک عبرتناک واقعہ کی روداد:۔

"خاکسار اور اخویم حسن محمد خاں صاحب 1906ء میں اپنے ملازمین کو لاہور چھوڑ زیارت کے لئے دارالامان گئے۔ دوسرے دن دوپہر کے قریب ہم نے اجازت حاصل کرنے کے لئے آپ کے ایک صاحبزادہ کی معرفت حضرت کو کہلا بھیجا...... آپ اسی وقت باہر دروازہ کے پاس تشریف لے آئے...... فرمایا کیا عصر پڑھ کر نہ جاؤ گے؟ ہم نے...... عذر آدمیوں کا اور گاڑی کے وقت کا پیش کیا تو فرمایا اچھا جاؤ اور مصافحہ کیا اور رخصت دی...... لیکن

خدا کی حکمت اور حضرت صاحب کے خلاف منشاء چلنے سے چند گھنٹوں کی دیر جو ہم برداشت نہ کرسکتے تھے، اس کی بجائے ہمیں دنوں کیا مہینوں خراب ہونا پڑا"

حضرت میاں سراج الدین احمد صاحب نے آگے چل کر اس کی دردناک تفصیلات پر روشنی ڈالی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

1۔ بٹالہ جاتے ہوئے گاڑی کتھونگل سے بھی نکل گئی۔ رات بٹالہ اسٹیشن پر گذارنی پڑی اور دونوں 14 گھنٹہ بعد لاہور پہنچے۔

2۔ لاہور سے بمبئی کا ٹکٹ لیا۔ احمد آباد اسٹیشن پر چھوٹے بھائی کا نصف ٹکٹ لینے پر پکڑے گئے اور پھر بمبئی میں بیمار ہو گئے۔

3۔ بمبئی سے کپڑا خرید کر پونا کے قریب فروخت کے لئے پہنچے مگر وہاں طاعون تھی گاؤں والوں نے دونوں کو نکال دیا اور دونوں اسٹیشن ارلی پر آگئے۔

4۔ بھائی وہیں رہا مگر وہ مال لے کر ضلع ناسک چلے آئے۔ خدا نے بھائی کے دل میں ڈال دیا کہ تم لوگ حضرت کے خلاف منشاء قادیان سے آئے ہو یہ اس کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے بہت استغفار اور دعائیں کیں اور حضرت کو بھی دعا کے لئے لکھا۔

5۔ میاں سراج الدین احمد کو ابھی تک دعا کی طرف توجہ نہ ہوئی۔ ناسک میں انہوں نے ڈیڑھ سو کا مال ہی فروخت کیا تھا کہ ان کا ایک ملازم بھاگ گیا۔ دوسرا پلیگ ڈیوٹی والوں نے روک لیا۔ اور خود ان کو اسہال کی بیماری میں مبتلا ہو کر اپنے ماموں زاد بھائی کے پاس بڑودہ آنا پڑا۔ تب آپ

کی آنکھیں کھلیں کہ یہ حضرت صاحب کی حکم عدولی کی سزا مل رہی ہے

آپ کا بیان ان لفاظ پر ختم ہوتا ہے کہ:۔

"پھر میں نے بھی حضرت اقدس...... کی خدمت میں سرگذشت لکھ کر دعا کی نہایت عاجزی سے درخواست دعا کی اور خط پر خط لکھتا رہا۔

خدا نے رحم کیا تو گجرات میں ہمارے پاؤں جم گئے اور کچھ مال فروخت ہو گیا۔ جس سے ہمارا راس المال پورا ہو گیا"

(الفضل 21۔ مارچ 1915ء صفحہ 6)

ہے

اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

جلسہ سالانہ یو۔کے کے موقع پر

ایم ٹی اے کے خاص پروگرام

(پاکستانی وقت کے مطابق)

جمعہ 31- جولائی 1998ء

2-40 رات۔ جلسہ گاہ کا معائنہ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ 1998ء یو۔کے۔

7-20 صبح۔ جلسہ گاہ کا معائنہ جلسہ سالانہ 1998ء۔

4-00 سہ پہر۔ اعلانات جلسہ سالانہ 1998ء لائیو۔

4-30 سہ پہر۔ اسلام آباد پریس وزٹ۔

5-00 سہ پہر۔ خطبہ جمعہ لائیو از اسلام آباد ٹلفورڈ۔

6-00 شام۔ جلسہ گاہ کا معائنہ جلسہ سالانہ 1998ء۔

7-30 شام۔ افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع۔

10-00 رات۔ آج کے سیشن کا سٹوڈیو ریویو۔

10-20 رات۔ پچھلے جلسہ سالانہ کی یادیں۔

11-00 رات۔ جلسہ سالانہ 98ء کے پروگرام کا اعادہ۔

☆......☆......☆......☆

ہفتہ یکم اگست 1998ء

3-00 رات۔ خطبہ جمعہ۔ 31۔ جولائی 1998ء

6-00 صبح۔ جلسہ سالانہ 1998ء کے پروگرام کا اعادہ۔

10-50 صبح۔ خطبہ جمعہ

1-50 دوپہر۔ اعلانات جلسہ سالانہ 1998ء

3-50 دوپہر۔ مستورات کے جلسہ گاہ سے حضرت خلیفۃ المسیح کا خطاب۔

5-30 شام۔ آج کے سیشن کا سٹوڈیو ریویو۔

5-50 شام۔ انٹرویو۔ لجنہ یو۔کے۔

6-10 شام۔ انٹرویو غیر ملکی مہمانوں سے۔

7-00 رات۔ جلسہ کے منتظمین سے انٹرویو۔

8-00 رات۔ خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع جلسہ سالانہ یو۔کے۔ 1998ء۔

10-30 رات۔ پچھلے جلسہ کی یادیں۔

11-00 رات۔ آج کے جلسہ کے پروگراموں کا اعادہ۔

☆......☆......☆......☆

اتوار 2۔ اگست 1998ء

6-00 صبح۔ جلسہ سالانہ کے پروگرام۔ یکم اگست کا اعادہ۔

10-00 صبح۔ اعلانات۔

10-05 صبح۔ جلسہ کی کارروائی یکم اگست کا اعادہ۔

1-50 دوپہر۔ دن کے پروگراموں کے اعلانات لائیو۔

2-00 دوپہر۔ جلسہ سالانہ 1998ء کا صبح کا اجلاس۔

3-15 دوپہر۔ بین الاقوامی مجلس سوال و جواب۔

5-00 شام۔ عالمی بیعت۔

5-30 شام۔ صبح کے اجلاس کا سٹوڈیو ریویو۔

5-50 شام۔ لائیو انٹرویو لجنہ۔ یو۔کے۔

6-10 شام۔ لائیو انٹرویو۔ غیر ملکی مہمانوں سے۔

7-00 رات۔ لائیو انٹرویو۔ جلسہ سالانہ کے منتظمین سے۔

8-00 رات۔ اختتامی خطاب از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ یو۔کے۔

10-20 رات۔ انٹرویو۔ ایم۔ ٹی۔ اے ٹیم سے۔

11-00 رات۔ نصیر شاہ اور کمپنی کے ساتھ اختتام۔

12-00 رات۔ آج کے جلسہ کے پروگراموں کا اعادہ۔

☆......☆......☆......☆

سوموار۔ 3۔ اگست 1998ء

4-15 رات۔ جلسہ سالانہ 1998ء کے متفرق انٹرویوز (دوبارہ)۔

6-05 صبح۔ حضرت صاحب کا اختتامی خطاب (دوبارہ)

8-35 صبح۔ نصیر شاہ اور کمپنی کے ساتھ اختتامی بات چیت (دوبارہ)۔

10-00 صبح۔ 2۔ اگست کے جلسہ سالانہ کے پروگراموں کا اعادہ۔

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل انٹرنیشنل سے

تسلسل کے لئے دیکھیں الفضل 11- جولائی 98ء

مجلس انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماعات سے خطابات۔ مجالس عرفان انفرادی اور اجتماعی ملاقاتیں

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کا دورہ جرمنی (14 تا 26 مئی 98ء)

فیملی ملاقاتیں

○ 19- مئی 98ء کو Immenhausen جرمنی میں عرب دوستوں کے ساتھ ایک بھرپور مجلس سوال و جواب کا انعقاد ہوا جس میں ایک سو چالیس سے زائد عرب احباب شریک ہوئے اور تقریباً دو گھنٹے تک نہایت دلچسپی سے پروگرام کو سنا۔ جب تقریب کا وقت ختم ہوا تو ابھی بہت سے سوالات کے جوابات دینا ابھی باقی تھے اس لئے حضرت صاحب نے اعلان فرمایا کہ وہ تمام سوالات جن کے جوابات یہاں نہیں دیئے جاسکے ان کے جوابات احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام لقاء مع العرب میں دیئے جائیں گے اور سوال کرنے والوں کو اس پروگرام کی ویڈیو ٹیپ بھجوائی جائے گی۔ چنانچہ بہت سے عرب دوستوں نے اپنے سوالات کے ساتھ پتہ جات بھی لکھوائے۔

مجلس سوال و جواب کے اختتام پر حضرت صاحب بیت الظفر Immenhausen تشریف لے آئے جو ریجن Hessen-Thuringen کا مرکز بھی ہے۔ یہاں حضرت صاحب نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد چند منٹ احباب کے درمیان رونق افروز رہے اور بعض امور دریافت فرماتے ہوئے ہدایات سے نوازا۔ رات کو حضرت صاحب نے بیت سے ملحقہ مربی ہاؤس میں قیام فرمایا۔

فیملی ملاقاتیں

20 مئی 98ء کی صبح دس بجے بیت الظفر Immenhausen میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا جو بعد دوپہر تک جاری رہا۔ اس دوران قریباً چالیس فیملیوں کے قریباً ڈیڑھ صد افراد نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ شام سوا چھ بجے اسی علاقہ میں جرمن احباب کے ساتھ ایک مجلس سوال و جواب کا پروگرام تھا۔

جرمن احباب کے ساتھ مجلس سوال و جواب

20 مئی 98ء کو Immenhausen میں جرمن احباب کے ساتھ ایک کامیاب مجلس سوال و جواب کا انعقاد ہوا جس میں کثیر تعداد میں جرمن تشریف لائے ہوئے تھے۔ علاقہ کے میئر نے بھی اس تقریب میں شرکت کی اور تقریب کے اختتام پر حضور انور کا ان کے شہر میں تشریف لانے پر شکریہ ادا کیا۔ اس مجلس میں کئے گئے بعض سوالات کے جوابات اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہیں۔

☆ عورت کے حقوق کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے قبل عورت کے حقوق کا کوئی تصور موجود نہیں تھا اور وہ خود جائیداد متصور ہوتی تھی۔ حتیٰ کہ عیسائی ممالک میں، جن میں جرمنی بھی شامل ہے، گزشتہ صدی تک بھی یہی کیفیت رہی ہے۔ آنحضور ﷺ وہ پہلے نبی ہیں جنہوں نے عورت کو جائیداد سمجھنے کی بجائے جائیداد کا مالک بنا دیا اور مرد اور عورت کو ہر لحاظ سے مساوی درجہ دیا۔ اگرچہ قرآنی تعلیمات بھی اسی اللہ کی طرف سے نازل کی گئی ہیں جس کی طرف سے دیگر انبیاء پر بھی تعلیمات اتاری گئی ہیں لیکن آنحضور ﷺ نے عورتوں کے بارے میں جو پر شفقت تعلیم پیش کی ہے وہ کسی اور مذہب نے پیش نہیں کی۔

☆ حضور انور نے اپنی ذاتی تعلیم و تربیت کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ جرمنی کے علاوہ جہاں محض چند تعلیمی اداروں نے مجھے یہ موقع دیا ہے ورنہ جہاں بھی میں گیا ہوں امریکہ، کینیڈا، افریقن ممالک، مشرقی ممالک میں (جاپان کے علاوہ) وہاں کے سکولوں اور یونیورسٹیوں نے مجھے اپنے ہاں مدعو کیا ہے اور اس طرح مجھے ان کے تعلیمی نظام کو سمجھنے اور انہیں راہنمائی مہیا کرنے کا موقع ملا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ میری عمومی تعلیم کوئی خاص نہیں ہے بلکہ مذکورہ بالا تجربہ ہی میری تعلیم ہے لیکن جو کچھ اللہ نے مجھے عطا کیا ہے وہ میرے ذاتی تجربات ہیں۔

☆ جماعت احمدیہ کے نظام کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ ہماری جماعت میں ایک دلچسپ جمہوری نظام رائج ہے۔ پس جہاں کہیں بھی چند ایک احمدی جمع ہو جاتے ہیں وہ انتظامی امور کی سرانجام دہی کے لئے اپنے میں سے عہدیداران کا انتخاب کرتے ہیں جن کی منظوری امیر سے حاصل کی جاتی ہے..... لیکن ہمارا نظام عام دنیا کے نظاموں سے کچھ مختلف ہے کیونکہ ہمارے ہاں لوگ کسی عہدہ کے لئے خود اپنا نام پیش نہیں کرتے، اسی طرح کسی قسم کا پراپیگنڈہ کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے اور پھر یہ کہ انتخابات کے باوجود عہدہ کسی کو عطا کئے جانے کا آخری فیصلہ امیر کے پاس ہوتا ہے کہ وہ اس کی منظوری دے۔ چنانچہ بعض اوقات کسی کے بارے میں بعض خفیہ رپورٹس کی بناء پر اس کا نام کسی عہدہ کے لئے منظور نہیں کیا جاتا اور ساری جماعت بخوشی اس فیصلہ کو قبول کرتی ہے۔ چنانچہ ہمارے ہاں کے نظام کو Ideal Democracy کہا جاسکتا ہے۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ اس نظام کے لئے جب بھی رقم کی ضرورت پڑتی ہے تو ہر احمدی اس قربانی میں حصہ لیتا ہے اور اس کے دو طریق ہیں۔ اول یہ کہ وہ اپنی آمد کا کچھ حصہ پیش کر دیتے ہیں..... لیکن دنیا کی کوئی حکومت ہماری مالی مدد نہیں کرتی۔ جرمنی میں بھی حکومت ہمارے مالی نظام کی نگرانی کرتی ہے اور اس کا آڈٹ کرتی ہے اور ماضی میں کی جانے والی آڈٹ رپورٹس کی بنیاد پر انہوں نے ہم کو بعض سہولتیں بھی دی ہیں جو کہ یہاں Charitable کمیونٹی کو دی جاتی ہیں مثلاً ٹیکس سے چھوٹ وغیرہ۔

ہماری مالی قربانی کا دوسرا حصہ بلامعاوضہ خدمت کرنا ہے۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اپنا وقت پیش کرتے ہیں اور کبھی بھی اس خدمت کا معاوضہ نہیں مانگتے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ وقت بہت قیمتی ہوتا ہے۔ رقم سے بھی زیادہ قیمتی۔

ایک سوال کے جواب میں کہ عورتیں کیوں خلیفہ نہیں بن سکتیں، حضور انور نے فرمایا کہ گو مذہبی تاریخ میں تو ایسا نہیں ہوتا لیکن سیاست میں ہم عورتوں کو راہنما کے طور پر دیکھتے ہیں۔ مگر مذہب میں ایسا نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ جسمانی بناوٹ کا فرق ہے مثلاً عورتیں بچوں کو جنم دیتی ہیں اور ایسی صورت میں انہیں اپنے ماننے والوں سے لمبے عرصہ کے لئے رابطہ منقطع کرنا پڑے گا۔ اگرچہ مذہبی معاملات میں عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی ہیں اور احمدیوں میں تو اپنی عہدیداروں کا انتخاب بھی خود کرتی ہیں۔

☆ ابدیت (Eternity) اور آزادی کے کردار اور ان کے آپس کے تعلق کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ہر زندہ چیز ہمیشہ زندہ رہنا چاہتی ہے اور میرے حاصل مطالعہ کے مطابق عمل تولید بھی اسی خواہش کی ایک شکل ہے، خواہ یہ عمل جنسی (Sexual) ہو یا غیر جنسی (A-Sexual) اور یہ عمل ارتقاء کو اور زندگی کی خصوصیات کو ترقی بھی دے رہا ہے۔ ابتدائی جانور محض چند خصوصیات کے حامل تھے لیکن ارتقاء کے ساتھ ساتھ انسان جب وجود میں آیا تو وہ بے شمار خواص اپنے اندر رکھتا تھا۔ اسی طرح زیادہ سے زیادہ جگہ کی ملکیت حاصل کرنا بھی ابدیت پانے کی کوشش سے تعلق رکھتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آزادی ہر انسان کا بنیادی حق ہے لیکن کسی ایک کی آزادی کے لئے کسی دوسرے کی آزادی میں خلل نہیں ڈالا جاسکتا۔ انگریزی کا مقولہ ہے کہ جہاں تک تمہارا ہاتھ جا سکتا ہے وہاں تک حرکت میں تم آزاد ہو لیکن یہ آزادی وہاں ختم ہو جائے گی جہاں سے دوسرے کی ناک شروع ہوتی ہے۔ پس جو دنیاوی قوانین ہیں وہ ہمیشہ ابدیت اور آزادی کی بنیادوں پر ہی استوار کئے جاتے ہیں۔

☆ سخاوت اور اقتصادیات کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم میں تفصیل کے ساتھ اس بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ ضرورتمندوں کے لئے خرچ کرنا ہمیشہ ہی اچھا فعل نہیں ہے کیونکہ بعض لوگ ایسے کام صرف اپنے نام و نمود کی خاطر کرتے ہیں جبکہ قرآنی تعلیمات کے مطابق صرف خدا کی خاطر ہی خرچ کرنا چاہئے بے شک وہ مقدار میں بہت کم ہو۔

حضور نے مزید فرمایا کہ ایسا شخص جو دوسروں کا دکھ نہ دیکھ سکتا ہو اور ضرورت مندوں کی بھرپور مدد کا خواہش مند ہو لیکن اس کے ذرائع اس قدر نہ ہوں تو پھر عین ممکن ہے کہ وہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اپنے اقرباء کا حق مارے۔ پس قرآن کریم کہتا ہے کہ اتنا نہ خرچ کرو کہ تم خود غریب ہو جاؤ بلکہ ایسے خرچ کرو اور کرتے جاؤ جیسا کہ مواقع کا تقاضا ہو۔

ہر مذہب میں وقت کے ساتھ ساتھ کمزوریاں راہ پا لیتی ہیں ان کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ احمدیت میں بھی کمزوریوں کی شمولیت کا مجھے خوف ہے کیونکہ کسی کو بھی دوام حاصل نہیں ہے۔ پس اپنی اچھی خصوصیات کو لمبے عرصے تک برقرار رکھنا شدید محنت چاہتا ہے۔ اگرچہ برائی ہمیشہ ہی داخل ہوتی رہتی ہے لیکن خدا کے بندے برائیوں کے خلاف مستقل جہاد میں مسلسل مشغول رہتے ہیں۔

☆ اعضاء کا عطیہ دینے کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے حضور انور نے فرمایا کہ اپنے اعضاء اور خون کا عطیہ دینا (دین) میں پسندیدہ ہے لیکن وہ لوگ ہم سے متفق نہیں ہوں گے جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم مرنے کے بعد بھی اپنی اسی جسمانی حالت میں ہی اٹھائے جائیں گے اور اگر کسی کی آنکھ کسی دوسرے شخص کو لگائی گئی تو عطیہ دینے والا بغیر آنکھ کے اٹھایا جائے گا۔

☆ ایک سوال تھا کہ "آپ کے خیال میں اللہ کیوں مرد ہے؟" حضور نے فرمایا کہ اللہ نہ مرد ہے اور نہ عورت بلکہ اللہ دراصل روح ہے اور روح کی اس طرح کی تخصیص نہیں ہو سکتی۔

اس کے ساتھ ہی مجلس سوال و جواب اختتام پذیر ہوئی اور پھر چار بچیوں نے مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کا ایک جرمن نغمہ کورس کی شکل میں پیش کیا۔ نغمہ کا عنوان تھا۔ "اے خدا میں تیری بہترین خصوصیات جاننا چاہتا ہوں" آخر میں شہر کے میئر نے حضور انور کا شکریہ ادا کیا۔

فیملی ملاقاتیں

21 مئی 98ء کی صبح دس بجے بیت نور فرینکفرٹ

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبرکات

حضرت شیخ محمد احمد مظہر کے قلم سے

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

آپ کے ایک خادم کی نظر میں

حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب کشتی نوح میں اپنی جماعت کو جن ہدایات پر کاربند ہونے کے لئے فرمایا ہے۔ وہ ہدایات زیر عنوان "ہماری تعلیم" کشتی نوح میں درج ہیں اور دراصل یہ تعلیم قرآن حکیم اور حدیث شریف کا خلاصہ اور لُب ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی زندگی اُس تعلیم کا عملی نمونہ تھا۔

آپ کے اندر علم اور عمل کے کمالات تھے۔ عفو درگزر، رفق ومدارات، تحمل اور برداشت، زہدو تعبد اپنوں اور بیگانوں کی خیرخواہی اور ہمدردی، شجاعت اور انتظامی قابلیت، مہمات امور میں اور مشکل حالات میں ہمیشہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہوئے، جاں بکف اور سینہ سپر ہو جانا۔ یہ وہ اخلاق عالیہ تھے۔ جن کو ایک دنیا نے مشاہدہ کیا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ان اخلاق کریمہ کی وجہ سے آپ ایک ایسے انسان تھے۔ جو احسن التقویم کا زندہ نمونہ تھے۔

انہی اوصاف اور کمالات کی وجہ سے آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے معتمد علیہ رفیق اور دست راست تھے۔ اور جیسا کہ الٰہی جماعتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی قدیم سے سنت ہے۔ ہماری جماعت کو کئی مشکل مرحلوں اور ابتلاؤں میں سے گزرنا پڑا ہے۔ ایسے موقعوں پر خاکسار نے آپ کے اندر ایک عجیب شجاعت اور توکل علی اللہ کی روح دیکھی۔ مشکلات اور مصائب کے اندر آپ کے علمی اور عملی جوہر اور زیادہ روشن ہو جاتے تھے اور جس مجلس میں آپ موجود ہوں آپ کے رفقائے کار کو یقین اور اطمینان ہوتا تھا۔ کہ پیش آمدہ مشکل پر انشاء اللہ قابو پالیا جائے گا۔ آپ کی سیرت کا یہ ایک مستقل باب ہے اور کثیر واقعات اس کی تائید میں پیش کئے جا سکتے ہیں۔

آپ قرآن وحدیث کے متبحر عالم تھے اور زبان عربی، انگریزی اور اردو پر پوری قدرت رکھتے تھے۔ تحریر ہو یا تقریر، کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کرتے تھے۔ جو رکیک یا دلآزار ہو اور میانہ روی کے خلاف ہو۔ آپ کی تحریر گویا ایک قانونی مسودہ ہوتی تھی۔ جس کا ہر لفظ جچا تلا اور برمحل ہوتا تھا، یہ احتیاط نہ صرف تصانیف کے اندر پائی جاتی تھی۔ بلکہ روزمرہ کتابت میں بھی مدنظر رہتی تھی۔ خطوں میں بھی کوئی لفظ ایسا نہ ہوتا تھا۔ جس میں مخاطب کے جذبات اور نفسیات کا لحاظ نہ رکھا گیا ہو، کیونکہ آپ کو یہ عرفان حاصل تھا، کہ انسان کی فطرت معزز واقع ہوتی ہے اور کسی تحقیر کو برداشت نہیں کر سکتی۔ آپ کے مخاطب دوست بھی ہوتے تھے اور دشمن بھی۔ لیکن آپ ہمیشہ اپنی تحریر میں نرمی اور میانہ روی اختیار کرتے تھے۔ ایسی نرمی جو دلوں کو موہ لیتی ہے اور بیگانوں کو اپنا بنالیتی ہے۔

آپ کی تصانیف سے عیاں ہے۔ کہ آپ بہت بڑے تاریخ دان، قلم کے بادشاہ، زبان کے استاد، تحقیق مسائل میں دور رس نظر رکھنے والے، محنت اور کاوش کے عادی تھے اور آپ کی یہ کوشش ہوتی تھی۔ کہ مضمون تشنہ اور نامکمل نہ رہے، یہ وہ خوبی ہے۔ جو ہمارے اہل قلم احباب کے لئے ایک اسوہ ہے۔

آپ کا خط بہت پاکیزہ تھا۔ مائیکرو لکھتے اور سطروں میں زیادہ فاصلہ ڈالتے۔ تاکہ پڑھنے والے کی نگاہ پر بار نہ ہو۔ اسلوب تحریر، ماقلّ و دلّ اور اطناب سے بری۔

قانون ملکی سے آپ واقف تھے۔ اور بہت سے موقعوں پر خاکسار نے آپ کو قانونی نکات بیان کرتے دیکھا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو لوگ کسی جماعت کے رہنما، مصنف، مربی یا مدبر ہوں۔ انہیں ایک حد تک ملکی قانون سے واقفیت رکھنا بھی ضروری ہے۔

تقسیم ملک سے پہلے آپ کی دوراندیش نظر نے آنے والے واقعات کا اندازہ لگایا اور اس کے متعلق سبق آموز مضامین لکھے۔ بعد میں آنے والے واقعات نے آپ کی فراست کی تصدیق کی۔

قادیان سے ہجرت ایک بڑا دشوار گزار مرحلہ تھا۔ آپ کی حوصلہ مندی اور حسن انتظام سے آپ کے ساتھی بھی اثر پذیر ہوئے اور سب نے مل کر تنظیم اور تعاون کے ساتھ کٹھن منزل اس عمدگی سے طے کی۔ کہ تمام اہل قادیان صحیح سلامت اور عزت کے ساتھ پاکستان پہنچ گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حکم کے ماتحت آپ کو بھی قادیان سے لاہور آنا پڑا۔ لیکن اہل قادیان کے لئے آپ نے مشکلات کو آسان کر دیا تھا۔ حُسن تدبیر سے حسن انتظام سے اور دعاؤں سے۔

قادیان کے درویشوں کی خدمت ایک بہت ہی مشکل اور پیچیدہ معاملہ تھا۔ اور ہے۔ اس کی تفاصیل بیان کرنے کا یہ موقعہ نہیں ہے۔ قادیان کے ہر درویش کے حالات کو نگاہ میں رکھنا اس کے رشتہ داروں اور متعلقین کی مشکلات کو دور کرنا۔ ہر درویش کے لئے آرام، آسائش بہم پہنچانا۔ بیماروں کی تیمارداری۔ ناداروں کی حاجت روائی۔ کوئی تنازعات یا مقدمات پیدا ہوں۔ تو ان کو نپٹانا۔ حکومتوں سے ربط وضبط رکھنا۔ جلسہ سالانہ پر وفود کا بھیجنا۔ یہ اور اس قسم کے سینکڑوں کام تھے۔ جنہیں آپ تن تنہا سر انجام دیتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ ہر کام اس قسم کا تھا۔ جس میں انتہائی احتیاط اور تدبر کی ضرورت تھی۔ ہر درویش اور اس کے رشتہ دار سے آپ کو محبت تھی۔ ایسی محبت جو اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں سے ہوتی ہے۔ اور ہر ایک کی تکلیف کو اپنی تکلیف جانتے تھے۔ خاکسار کو خدمت درویشاں کے سلسلہ میں آپ کے ساتھ کام کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ کیونکہ بہت سے قانونی امور میں ازراہ کرام آپ خاکسار سے مشورہ لیتے تھے۔ اور اس کی قدر فرماتے تھے۔ اس قدر دانی اور محبت کا خاکسار پر یہ اثر تھا۔ کہ جب بھی آپ نے کوئی کام کرنے کو فرمایا۔ تو خاکسار نے خوشی خوشی سب کاموں کو چھوڑ کر آپ کے ارشاد کی تعمیل کو اپنی سعادت اور خوش بختی سمجھا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے درویش تھے، درویشوں کے سرتاج تھے تمام عمر درویشانہ زندگی گزاری اور نام و نمود سے فطرتاً نفور رہے۔

بڑے وفادار اور دلنواز دوست تھے۔ پرانے احمدی خاندانوں کی خاص تکریم فرماتے تھے۔ آپ کی زبان پر سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مصرعہ ؎

قدیمانِ خود را بیفزائے قدر

بہت بھلا معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ آپ کا عمل اس کے مطابق تھا۔ خاکسار نے والد صاحب موصوف کی آخری بیماری کی آپ کو اطلاع دی۔ اور یہ لکھا کہ والد صاحب کی حالت نازک ہے تو آپ نے فوراً مجھے لکھا۔ کہ آپ کا سلام والد صاحب کو پہنچا دیا جائے۔ اور والد صاحب کی وفات پر آپ نے جو دردانگیز مضمون لکھا۔ اس میں اس خوشی کا اظہار کیا۔ کہ وفات سے پہلے والد صاحب کو سلام پہنچ گیا ہے۔ والد صاحب کی وفات کے متعلق میں نے آپ کو تار دیا اور آپ نے والد صاحب کی تدفین کا اہتمام فرمایا اور مقبرہ بہشتی قادیان کے اندر حضرت مسیح موعود کے مزار سے جو جگہ قریب ترین میسر ہو سکتی تھی۔ وہاں قبر کھدوانے کا بندوبست کروایا۔

خاکسار والد صاحب کا تابوت لے کر قادیان پہنچا۔ تو آپ کو اس وفات کی وجہ سے بڑا مغموم اور دردمند پایا اور نہایت رقت کی حالت میں آپ نے مجھے سینے سے لگا لیا۔ اور حالات پوچھتے رہے۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی تدفین مقبرہ بہشتی ربوہ کے اندر ہو رہی تھی۔ چار دیواری کے اندر خاکسار دم بخود اور مغموم حالت میں ایک طرف الگ کھڑا تھا۔ آپ نے چہرے پر نظر ڈالی۔ بڑی محبت سے آگے بڑھے اور مجھے چھاتی سے لگا لیا۔ آپ کی طبیعت کے اندر بہت ضبط تھا۔ لیکن ان دونوں موقعوں پر آپ نے جو بے اختیاری اختیار کی اس کا سبب میں کیا عرض کروں۔ آہ! آہ۔

اے محبت عجب آثار نمایاں کردی
زخم و مرہم برہ یار تو یکساں کردی

دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنا اور مصلحت کو کام میں لانا آپ کا ایک خاص وصف تھا۔ ایک دفعہ خاکسار نے آپ کو ایک خط لکھا اور اس میں ایک شخص کے متعلق میرے قلم سے بعض تیز الفاظ لکھے گئے۔ جو میری غلطی سمجھو یا سہو قلم۔ بہرحال آپ کو وہ لفظ پسند نہ آئے یہ بھی ضروری تھا کہ مجھے ٹوکا جائے اور یہ بھی کہ میرے جذبات کا لحاظ رکھا جائے، دیکھئے ان دونوں اَنمل اور متضاد باتوں کو آپ نے کس خوبی سے ادا کیا۔ آپ نے مجھے لکھا۔ "میں تو سمجھتا تھا۔ کہ آپ کی طبیعت میں جمال ہے۔ لیکن خط سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جلال بھی ہے" خاکسار ان الفاظ سے شرمسار بھی ہوا اور شکرگزار بھی۔ دیکھنے والی بات یہ ہے کہ خدا کے پاک بندے ایسے طریق پر خطاپوشی کرتے ہیں۔ جو خطانوازی معلوم ہوتی ہے۔ اصلاح کا یہ طریق کتنا دلنشیں، کتنا کمیاب اور کتنا دردانگیز ہے۔ آپ کے مندرجہ بالا فقرہ سے مجھے فارسی زبان کی وہ ضرب المثل عملاً سمجھ میں آگئی۔ جو کہتے ہیں۔ بجد اردو مریز۔

قادیان اور درویشان قادیان سے آپ کو بڑی محبت تھی۔ ایک دفعہ ایک آم قادیان سے ربوہ میں آپ کے پاس پہنچا اور آپ نے مجھے لکھا۔ "آج آپ کو تندرستی کی حالت میں دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ ورنہ میں آپ کا خط پڑھ کر ڈر گیا تھا۔ اور دعا کرتا رہا۔ قادیان سے ایک فجری آم آیا تھا۔ جس کا ایک حصہ ایک اور مہمان کو دے دیا۔ اور باقی حصہ آپ کو بھجوا رہا ہوں۔
"خاکسار مرزا بشیر احمد 59-6-16"

اس طریق پر آپ اپنی محبت اور دعاؤں سے نوازتے تھے۔ کبھی خط میں لکھتے۔ "مجھے آپ کے ساتھ خاص محبت ہے۔ اس عاجز کے لئے ضرور دعا فرماویں۔ دعا مومنوں کا ایک بڑا سہارا ہے۔" ایک حقیر خادم کے ساتھ اس قدر مروت و مودّت آپ کے طبعی انکسار اور بلندی اخلاق کی روشن دلیل ہے۔

مجلس مشاورت نے تجویز کیا۔ کہ سلسلہ کے مختلف صیغوں میں زیادہ ربط پیدا کرنے کے لئے حضرت صاحب کی منظوری کے بعد ایک نگران بورڈ قائم ہو۔ جس کے صدر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ہوں۔ اور آپ کی رائے فیصلہ کن ہو۔ آپ کی طبیعت میں ایک بڑا پیار ارکاؤ اور حجاب تھا۔ اس اصول کے لحاظ سے کہ

منہ از بہرما کرسی کہ ماموریم خدمت را

لیکن جب ذمہ داری آپ کو سونپ دی جاتی۔ تو آپ مردانہ وار کاموں کی انجام دہی میں مشغول ہو جاتے اور جو کام آپ کے سپرد ہوتا۔ اس کے ہر پہلو پر غور کرتے، آنے والی مشکلات کا اندازہ لگاتے اور ایک ضابطہ عمل مرتب فرماتے۔ گویا منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے ایک پٹڑی بچھا دیتے اور پھر کام کو رواں کر دیتے اور اس ضابطہ کی پابندی ضروری سمجھتے۔ خدمت درویشاں کے سلسلہ میں بھی آپ نے ایسے مفید قواعد بنائے اور نگران بورڈ کے لئے بھی......ایک راہ عمل تجویز فرمایا۔ جس کے مطابق کام چلتا رہا۔ وقس علیٰ ھذا

نگران بورڈ کے اندر آپ کے ساتھ کام کرنے کا جن لوگوں کو اتفاق ہوا ہے۔ وہ مندرجہ ذیل باتوں کے گواہ ہیں۔

(الف) بیماری اور کمزوری کی حالت میں بھی آپ کام کو جاری رکھتے اور ہمارے یہ عرض کرنے پر کہ آپ کمزور ہیں یا آپ کو بخار ہے۔ لمبے عرصہ تک آپ تکلیف نہ فرمائیں۔ آپ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس بات کو قبول نہ فرماتے اور کام کو اٹھا نہ رکھتے۔ بلکہ اسے ختم کر کے ہی اٹھتے۔ بیماری کی حالت میں یہ استقلال اور یہ ہمت دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔

(ب) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اطاعت اور فرمانبرداری آپ کو بدرجہ کمال منظور تھی۔ اور کسی کام کے متعلق اگر حضرت صاحب کی کوئی ہدایت یا اشارہ پیش کیا جاتا۔ تو آپ من و عن اس کی تعمیل کو لازم جانتے کیونکہ آپ کو اس بات کا لمبا تجربہ تھا۔ کہ امام کی اطاعت میں ہی برکت اور سعادت ہے۔ خصوصاً وہ امام جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ وہ سخت ذہین اور فہیم ہوگا۔ اور مظہر الحق والعلا کے مقام پر ہوگا۔

(ج) اختلاف رائے کو خندہ پیشانی سے برداشت فرماتے اور اس کی قدر کرتے اور ایک نتیجہ برآمد فرماتے اور پھر ہر ایک رائے سے عمدہ حصہ لے کر تمام آراء کو ہموار کرتے۔ جو ایک ایسے عسل مصفیٰ کا مصداق ہوتا۔ جو مختلف پھولوں سے جمع کیا گیا ہو۔ مال تجارت سے بڑھتا ہے اور علم بحث سے۔ اسی طرح صحیح نتیجہ اختلاف رائے کو ہموار کرنے اور ہر رائے میں سے اچھا حصہ لے لینے سے پیدا ہوتا ہے۔ لیکن خذ ما صفا دع ما کدر ایک آسان کام نہیں ہے۔ اور مختلف آراء کو ہموار کرنے کے لئے بڑے حوصلہ اور حکمت، وسیع علم اور لمبے تجربے کی ضرورت ہوتی ہے اور آپ میں یہ باتیں بدرجہ اتم موجود تھیں۔

(د) آپ کی محبت۔ حکمت اور دانائی سے نفسیاتی اثرات پیدا ہوتے تھے اور آپ کے رفقائے کار کے اندر یہ جذبہ پیدا ہوتا تھا، کہ آپ کے ساتھ کام کرنا اور مشقت اٹھانا ایک راحت ہے اور ایک نعمت غیر مترقبہ۔ جو شخص اپنے طریق کار سے مشقت کو نشاط روح میں تبدیل کر دے۔ اس کے اخلاق اور ہمت کی بلندی کو بیان کرنے کے لئے الفاظ کہاں سے آئیں۔ خدا تعالیٰ کے مقرب بندوں کی معیت وہ کیمیا ہے۔ جو ہر قسم کی قربانی کو مسرت اور راحت میں تبدیل کر دیتی ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنا آسان کام نہیں اور ایک قوت قدسی کو چاہتا ہے۔

خندہ پیشانی سے ملتے۔ خوش ہوتے اور خوش کرتے۔ چہرہ ہمیشہ خوش رہتا اور آپ سے ملاقات کرنے والا، خوش اور مطمئن ہوتا۔ دو موقعوں کے سوا خاکسار نے آپ کو خفگی کی حالت میں نہیں دیکھا۔ اور یہ دونوں موقعے دینی غیرت اور جماعتی نظام سے تعلق رکھتے تھے اور آپ کی خفگی بالکل برمحل اور اصلاح آفرین تھی۔ اور وضع الشئی فی محلہٖ کی عین مصداق تھی۔

خطوں کا جواب بڑی پابندی اور باقاعدگی سے دیتے تھے، آپ کی ڈاک بڑی کثیر ہوتی تھی۔ لیکن کسی شخص کو یہ شکایت پیدا نہ ہوتی تھی۔ کہ اس کے خط کا جواب نہیں دیا گیا۔ یا بروقت نہیں دیا گیا۔ خط کا جواب دینا دراصل ایک بڑی نیکی ہے۔ لیکن بعض لوگ اس نیکی کی اہمیت سے غافل ہوتے ہیں۔ اگر کسی کے خط کا جواب نہ دیا جائے۔ تو وہ ضرور شاکی ہوتا ہے۔ کہ اس کی تحقیر کی گئی ہے۔ جو محکمہ، ادارہ، انجمن، اخبار یا ایڈیٹر خطوں کا جواب نہیں دیتا۔ وہ رفتہ رفتہ اپنی ساکھ کھو دیتا ہے۔ خط کا جواب نہ دینے سے بہت دفعہ اپنے بیگانے ہو جاتے ہیں۔ اور خط کا جواب بروقت ملنے سے بیگانے اپنے بن جاتے ہیں۔ غرضیکہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے خطوں کا جواب دینے کے لحاظ سے بھی ہمارے لئے ایک اعلیٰ نمونہ قائم فرمایا ہے۔ فتدبر۔

آپ بڑے صبار و شکور تھے۔ ایک شخص نے آپ کو بہت تنگ کرنا شروع کیا۔ خطوں میں دھمکیاں دیں۔ خاکسار سے آپ نے مشورہ کیا۔ میں نے اینٹ کا جواب کم از کم اینٹ سے دینا چاہا۔ لیکن میں کیا عرض کروں۔ کہ آپ نے سختی کا جواب سختی سے دینا گوارا نہ فرمایا۔ اور یہ کوہ وقار اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ آپ کے مدنظر یہ بات تھی۔ کہ بعید کو بعید تر نہ کیا جائے۔ بلکہ قریب لانے کی کوشش کی جائے۔ اور صبر و تحمل کو نہ چھوڑا جائے۔ میرے لئے یہ نرمی بڑی حیران کن اور سبق آموز تھی اور حضرت مسیح موعود کی یہ تعلیم کہ۔

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

خاکسار نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے اخلاق میں عملاً اس کا مشاہدہ کیا۔

استاذی و مخدومی چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اور آپ میں ایسی محبت اور یک رنگی میں نے دیکھی۔ جو کم کہیں پائی جاتی ہے۔ میں نے دیکھا کہ مخدومی چوہدری صاحب کے متعلق جو کام ہوتا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب محترم چوہدری صاحب کی طرف سے اس کا ذمہ لے لیتے گویا آپ اور چوہدری صاحب کوئی دو وجود نہیں ہیں۔

1962ء اور 1963ء میں آپ کی طرف سے جو خطوط آتے، ان میں اکثر یہ بات درج ہوتی۔ کہ آپ کے انجام بخیر کے لئے دعا کی جائے۔ ایسا خط پڑھ کر میرا ماتھا ٹھنکتا اور دل دھڑکتا کیونکہ حکیم کی بات حکمت سے خالی اور بلاوجہ نہیں ہوتی اس کے بعد

جس وقت کا دھڑکا تھا وہ وقت آگیا آخر

اور آپ سلسلہ کی روزافزوں ترقیات دیکھتے ہوئے جن میں خود آپ کا بھی وافر حصہ تھا۔ کامیاب و بامراد ہو کر اپنی منزل مقصود پر جا پہنچے۔

جو باتیں اوپر بیان کی گئی ہیں۔ ان سے آپ کی سیرت کے مختلف پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔ جو ہمارے لئے مشعل راہ ہیں اور انشاء اللہ رہتی دنیا تک قائم رہیں گے۔ ایسے محبوب کی جدائی سے دل میں ہر وقت ایک درد ہے۔ رہے گا اور رہنا چاہئے۔ تاکہ ہم آپ کے اسوہ سے فائدہ اٹھاتے رہیں۔ اور آپ کا طرز عمل ہمارا نصب العین رہے اور اسی غرض کے لئے یہ چند سطور خاکسار نے ایک زخمی دل اور نمناک آنکھوں کے ساتھ سپرد قلم کی ہیں۔

اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے آپ کا ایک خط نقل کر دینا بھی مناسب ہے۔ جس میں آپ

باقی صفحہ 7 پر

ڈاکٹر نذیر احمد مظہر

بے روزگاری اور اس کا حل

ہمارے ملک میں بالخصوص تعلیم یافتہ طبقے کی بے روزگاری خطرناک حد تک بڑھ چکی ہے۔ اور نہایت تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اس کے حل کے لئے مندرجہ ذیل صورتیں اختیار کی جاسکتی ہیں۔

ہمارے طالب علموں کی اکثریت علم کو علم کی خاطر نہیں بلکہ ذریعہ معاش کی خاطر حاصل کرتی ہے۔ ان کے ذہن میں شروع ہی سمایا ہوتا ہے کہ پڑھ لکھ کر دفتری جاب کریں گے۔ یا وکیل، ٹیچر، لیکچرار، انجینئر یا ڈاکٹر بنیں گے وغیرہ وغیرہ۔ بعض ذہین اور محنتی طلبہ یا جنہیں کوئی بڑی سفارش میسر آجائے یا کچھ دے دلا کر اپنے مقاصد میں کامیاب بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر اکثریت ناکام رہتی ہے۔ ہمارے طلبہ کو چاہئے کہ حصول علم کو ذریعہ معاش نہ سمجھیں بلکہ اسے علم سمجھ کر حاصل کریں اور حصول معاش کیلئے تعلیم کے ساتھ ساتھ کوئی ہنر یا پیشہ سیکھیں۔ حصول علم اور شئے ہے اور ذریعہ معاش کا اکتساب بالکل اور!

علم کے بعض شعبے ایسے ہیں جو بلاشبہ فن کی حیثیت رکھتے ہیں ان کے اکتساب کی صورت میں علم کے حصول کے ساتھ ساتھ از خود فن اور ہنر بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ مثلاً ڈاکٹری یا انجینئرنگ وغیرہ مگر اکثر علم اور ہنر دو بالکل مختلف اور جدا جدا راہیں ہیں۔ ہمارے ہاں طالب علم پہلے میٹرک اس نظریہ کے تحت کرتا ہے کہ اسے دفتر میں کوئی نوکری مل جائے گی جو روزی کمانے کا ذریعہ ہوگی۔ جب میٹرک کر لیتا ہے اور ہمارے وسائل روزگار کچھ ایسے محدود ہوتے ہیں کہ یہاں دفتری کاموں کے لئے کم آسامیاں ہوتی ہیں۔ تو بری طرح مایوسی چھا جاتی ہے۔ اب انٹر یا گریجوایشن یا پوسٹ گریجوایشن کی ٹھان لیتا ہے۔ یہی طالب علم جب یہ مدارج تعلیم بھی طے کر لیتا ہے تو بھی روزگار یا ملازمت کے مواقع کم اور پڑھے لکھے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہو چکی ہوتی ہے۔ بالآخر مرتا کیا نہ کرتا اپنے معیار کی تعلیم سے کم تر ملازمت کو قبول کر لیتا ہے۔ اور ساتھ ہی شدید ذہنی پسماندگی کا شکار بھی ہو جاتا ہے۔

اکتساب علم کے ساتھ ساتھ ہمارے طلبہ کو لازماً حصول معاش کیلئے مختلف قسم کے ہنر ضرور سیکھنے چاہئیں۔ اس دور میں ٹیکنالوجی کی وسعت کے ساتھ فنون کی تعداد میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ اور حسب حالات و طبیعت مناسب ہنر کا انتخاب کیا جاسکتا ہے۔

جوں جوں تعلیم بڑھتی جائے گویا کہ میٹرک انٹر گریجوایشن یا پوسٹ گریجوایشن تک پہنچتے پہنچتے ان ہنروں میں کسی ایک میں خصوصی استعداد پیدا کر لی جائے اور اگر ممکن ہو تو ایک سے زیادہ ہنر سیکھے جائیں۔

ایک گھر کے تین نوجوان تین مختلف قسم کے ہنر بھی جانتے ہوں تو اس سے وہ معاشی طور پر بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں اور ایک دوسرے کو بھی سکھا سکتے ہیں۔

ہمارے ماحول کی بہت بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ ہم میں سے جو تھوڑا بہت پڑھ لکھ جاتا ہے۔ وہ کسی کام کو ہاتھ لگانا اپنی ہتک سمجھتا ہے۔ بلکہ ہمارے سماج کے لوگ اسے طعنہ دیتے ہیں کہ اگر تم نے یہی کچھ کرنا تھا تو تعلیم کس لئے حاصل کی تھی۔ یہ کام تو ایک ان پڑھ بھی کر سکتا ہے۔

اس طعنہ سے ڈر کے مارے ہمارا تعلیم یافتہ طبقہ اگر کوئی کام کرنا بھی چاہے تو نہیں کر پاتا ہمارا مشاہدہ ہے کہ ایک تعلیم یافتہ شخص مثلاً ایک گریجوایٹ یا پوسٹ گریجوایٹ کوئی بھی دستکاری کا کام ایک ان پڑھ ہنرمند کی نسبت بہت بہتر طریقے سے کر سکتا ہے۔ اس لئے کتاب حکیم نے فرمایا ہے کہ کیا صاحب علم اور علم سے بے بہرہ لوگ برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

ایک ان پڑھ ٹیلر ماسٹر کی نسبت ایک پوسٹ گریجوایٹ ٹیلر ماسٹر نہ صرف اپنے علم کے بل بوتے پر اسے بہت ہی اچھے طریقے سے کر سکتا ہے بلکہ بہت ہی وسیع کاروباری شکل بھی دے سکتا ہے جس سے کئی دوسرے نوجوانوں کو روزگار بھی مل سکتا ہے۔ یہی صورت حال دیگر تمام شعبہ ہائے فنون کی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ محنت میں عظمت ہے۔ اور ہاتھ سے کام کرنے میں کوئی عار نہیں۔ یہی سبق سکھانے کے لئے جماعت میں وقار عمل کی روح پیدا کی گئی ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہمارے تعلیم یافتہ طبقے کی بے روزگاری کی بہت بڑی وجہ آبادی میں بے تحاشہ اضافہ ہے۔ ہمارے خیال میں یہ بات پورے طور پر صحیح نہیں کیونکہ جب آبادی بڑھتی ہے تو بڑھتی ہوئی آبادی کے لحاظ سے صاحب ہنر و فن لوگوں کی ضرورت بھی ساتھ ہی بڑھ جاتی ہے۔ مگر ایسی صورت میں اکثر بے چارے بے ہنر تعلیم یافتہ نوجوان بکثرت بے روزگار ہی نظر آئیں گے۔ کیونکہ وہ تو محض کرسی اور قلم کے متلاشی ہوں گے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے ایک منظم و مربوط منصوبہ بندی ہونی چاہئے۔ یعنی میڈیکل و انجینئرنگ، پی ایچ ڈی وغیرہ جیسی اعلیٰ تعلیم ان طلبہ کو دلانی چاہئے جو فی الواقعہ اس کے اہل ہوں۔ اور نارمل ذہنی صلاحیتوں کے حامل طلبہ کو کم از کم میٹرک تک لازماً تعلیم دلانی چاہئے اگر وہ اس سے زیادہ تعلیم حاصل کرنا چاہیں تو ان کی خوشی ہے۔

اسی طرح کے معین پروگرام بنا کر بیروزگاری کے مسئلہ پر بڑی حد تک قابو پایا جاسکتا ہے۔ نیز حکومت کو ٹیکنیکل اداروں کی تعداد میں اضافہ کرنا چاہئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وسیم احمد

DBA (ڈپلومہ ان بزنس ایڈ منسٹریشن)

میٹرک کا امتحان پاس کرنے والے طلبہ کے لئے مزید تعلیم کے ایک نئے شعبہ کا تعارف

میٹرک پاس کرلینے والے طلبہ و طالبات کے لئے انٹر میڈیٹ کی سطح جو شعبہ جات گذشتہ طویل عرصے سے رائج ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

1۔ میڈیکل کی تعلیم کے لئے F.sc پری میڈیکل

2۔ انجینئرنگ کی تعلیم کے لئے F.sc پری انجینئرنگ D.A.E ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئرنگ۔

3۔ کامرس کی تعلیم کے لئے D.Com/I.Com

4۔ شماریاتی و معاشی شعبوں کے لئے ایف اے (جنرل سائنس) شماریات' اکنامکس اور ریاضی کے ساتھ

5۔ دیگر شعبوں کے لئے ایف اے (آرٹس کے مضامین کے ساتھ)

6۔ ڈیزائننگ و پرنٹنگ وغیرہ کے شعبوں کے لئے ایف اے (فائن آرٹس کے مضامین کے ساتھ۔

مذکورہ بالا شعبوں میں بنیادی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ایک مخصوص معیار پر پورا اترنے پر ہی متعلقہ شعبے کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔ بصورت دیگر بالعموم شعبہ تبدیل کرلیا جاتا ہے۔

محکمہ تعلیم حکومت پنجاب (پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن) نے عالمی سطح پر ترقی یافتہ ممالک میں رائج نظام تعلیم اور جدید سائنسی 'فنی اور انتظامی علوم کا جائزہ لینے کے بعد 1993ء میں انٹرمیڈیٹ کی سطح پر ایک نیا کورس "ڈپلومہ ان بزنس ایڈ منسٹریشن" کے نام سے متعارف کروایا ہے مذکورہ کورس انٹر کی سطح کے لازمی مضامین کے علاوہ جدید سائنسی 'فنی' تیکنیکی اور انتظامی علوم پر محیط ہے۔ کورس کا ایک نہایت اہم فیچر جدید ٹیکنالوجی "کمپیوٹر" کا استعمال ہے۔

DBA (ڈپلومہ ان بزنس ایڈ منسٹریشن) کی وسیع افادیت کے پیش نظر وفاقی محکمہ تعلیم حکومت پاکستان (انٹر بورڈ کمیٹی آف چیئرمین) نے DBA کو (بذریعہ نوٹیفیکیشن IBCC/2-429/84/5914 انٹرمیڈیٹ کے مساوی قرار دیا ہے DBA چونکہ انٹر میڈیٹ کی سطح کا کورس ہے اس لئے اس کورس میں داخلے کی اہلیت میٹرک مقرر کی گئی ہے داخلے کے لئے عمر کی حد 18 سال ہے لیکن بصورت زائد عمر قوانین کے مطابق مجاز اتھارٹی سے عمر میں رعایت حاصل کی جاسکتی ہے۔

ڈپلومہ ان بزنس ایڈ منسٹریشن کا امتحان فرسٹ ایئر اور سیکنڈ ایئر کی تکمیل پر پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لیتا ہے اور بصورت کامیابی ڈپلومہ 'ٹیکنیکل بورڈ ہی جاری کرتا ہے۔

DBA کو چونکہ انٹرمیڈیٹ کے مساوی تسلیم کیا گیا ہے اس کے لئے DBA کے بعد گریجوایشن کی سطح پر تعلیم (B.A/B.com/B.sc/B.B.A) کے لئے پاکستان کے تمام سرکاری' نیم سرکاری تعلیمی اداروں میں داخلہ لیا جاسکتا ہے۔ DBA چونکہ محکمہ تعلیم کا ایک نیا کورس ہے اس لئے ابھی بہت تھوڑے ادارے ایسے ہیں جو یہ کورس Offer کر رہے ہیں کچھ تو گورنمنٹ کے اپنے ادارے ہیں اور کچھ پرائیویٹ جو کہ محکمہ تعلیم ڈائریکٹوریٹ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن سے منظور شدہ اور DBA کے لئے پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن سے الحاق شدہ ہیں۔ چند اداروں کی فہرست درج ذیل ہے۔ جہاں یہ کورس کیا جانا ممکن ہے۔

1۔ گورنمنٹ کمرشل انسٹی ٹیوٹ ٹاؤن شپ لاہور۔

2۔ گورنمنٹ کمرشل انسٹی ٹیوٹ راولپنڈی۔

3۔ گورنمنٹ کمرشل انسٹی ٹیوٹ جہلم

4۔ لاہور کالج آف کمپیوٹر اینڈ مینجمنٹ سائنسز کلمہ چوک 233 فیروز پور روڈ لاہور۔

5۔ پیٹرومین کمپیوٹر ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ ملتان۔

6۔ پیٹرومین کمپیوٹر ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ لاہور۔

7۔ پیٹرومین کمپیوٹر کالج-1- دربار مارکیٹ چوک داتا دربار لاہور

8۔ سکالرز کالج آف کامرس لاہور۔

9۔ نیٹ ورک کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ رحیم یار خان

10۔ بوسٹن کالج آف کمپیوٹر سائنسز لاہور۔

11۔ اباکس کالج آف کمپیوٹر اینڈ مینجمنٹ سائنسز راولپنڈی۔

12۔ کمپیوٹر سٹی کالج لاہور۔

13۔ پیٹرومین کمپیوٹر ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد۔

نصاب میں شامل مضامین پر نظر ڈالی جائے تو انگریزی' اردو اور اسلامیات مطالعہ پاکستان کے مضامین فرسٹ اور سیکنڈ ایئر دونوں میں مشترک ہیں اور ان کا سلیبس وہی ہے جو ثانوی تعلیمی بورڈوں نے انٹرمیڈیٹ کے امتحان کے لئے مقرر کر رکھا ہے اور اسی طرح فنانشل اکاؤنٹنگ' اکنامکس' بزنس میتھ اور سٹیٹ کے کورسز کسی نہ کسی حوالے سے آئی کام/ڈی کام سے مشترک ہیں گویا DBA میں جنرل ایجوکیشن اور بزنس ایجوکیشن کے ارتباط کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ دراصل تعلیم کی کوئی بھی سطح ہو' کوئی سا شعبہ ہو' کوئی سی قسم ہو قومی و معاشی مقاصد تعلیم کو پیش نظر رکھا جانا ضروری ہوتا ہے DBA کے نصاب میں اس بنیادی اصول کا پورا خیال رکھا گیا ہے۔ DBA کے نصاب میں انتظامی امور اور دیگر بزنس کمپونٹ سے متعلق مضامین بھی شامل ہیں۔

DBA کا اصل امتیاز اس میں شامل کمپیوٹر کورسز کی وجہ سے ہے۔ دور حاضر میں زندگی کے تمام شعبوں میں کمپیوٹر کے استعمال کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے DBA کے نصاب میں کمپیوٹر کورسز کو شامل کیا جانا بہت ہی اہم ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کسی بھی ملک کی ترقی کا دارومدار اور انحصار معیار تعلیم پر ہے۔ معیار تعلیم جس قدر بلند ہو گا۔ اسی قدر ملک اور قوم ترقی کریں گے۔ اس سلسلے میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم خصوصی اہمیت رکھتی ہے ترقی یافتہ اقوام نے کمپیوٹر ٹیکنالوجی کی بنیاد پر سائنسی اور معاشی ترقی کے لئے نئے ریکارڈ قائم کرکے یہ واضح کر دیا ہے کہ فرد' معاشرہ و قوم اور ملک کی ترقی اب کمپیوٹر کے استعمال کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ ترقی یافتہ ممالک میں زندگی کا کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں جس میں کمپیوٹر ٹیکنالوجی پر انحصار نہیں کیا جاتا۔ اب تو پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں بھی کمپیوٹر ٹیکنالوجی بہت سے شعبوں میں سرایت کر چکی ہے یہی وجہ ہے کہ حکومت پاکستان بھی کمپیوٹر لٹریسی پروگرام کے تحت کمپیوٹر کی تعلیم کو ازحد اہمیت دے رہی ہے۔

DBA کے نصاب کے جائزہ کی بناء پر یہ بات کہنا بجا ہے کہ اس ڈپلومہ کے ذریعے میٹرک پاس کرنے والے طلبہ و طالبات کے لئے ایسی اعلیٰ تعلیم کی راہ ہموار کی گئی ہے جس میں متوازن شخصی نشوونما کے مواقع بھی موجود ہوں گے معاشرتی تسویہ بھی حاصل ہو گا۔ اخلاقی تربیت بھی ملے گی اور پیداواری صلاحیت' معاشی علم و مہارت' جدید ٹیکنالوجی سے تعارف اور اس کے اطلاق کی قابلیت کی وجہ سے معاشی استقلال کی ضمانت بھی حاصل ہو گی۔

ہمارے نظام تعلیم پر ایک بہت بڑا اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ اس نے معاش کو مقصد تعلیم بنا کر رکھ دیا ہے اور پھر بھی یہ آدمی کو حصول معاش کے قابل نہیں بناتی۔ DBA کے نصاب پر نظر ڈالنے کے بعد اس اعتراض کا موقع نہیں رہتا۔ اس کا معاشی اخلاقی پہلو دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ یہ فرد اور معاشرے دونوں کے لئے معاشی ترقی و استقلال کا باعث بن سکتا ہے فرد آجر ہو یا اجیر DBA کی تعلیم و تربیت اس کے لئے بڑی مفید ہو گی۔

ایک عام شہری کے طور سے بھی صارف کی حیثیت سے یہ تربیت بڑی کار آمد ہو گی اجتماعی اعتبار سے معاشرے میں کاروباری دنیا میں بالخصوص اور عام معاشرے میں بالعموم DBA کے ذریعے معاشی علم و مہارت اور جدید ٹیکنالوجی کے ضروری استعمال کی صلاحیت حاصل کرنے میں جوں جوں اضافہ ہو گا توں توں معاشرے میں معاشی سلیقے اور اقتصادی شعور کو فروغ ملے گا۔ DBA کے بارے میں اوپر کے اجمالی جائزے کے بعد کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے میٹرک پاس کرنے والے نوجوان اپنے طبعی رجحان کے تحت اگر میڈیکل یا انجینئرنگ کے شعبے سے وابستگی رکھتے ہیں اور اپنا معاشی مستقبل بھی مذکورہ بالا شعبوں میں ہی بنانا چاہتے ہیں تو انہیں میٹرک کے بعد مزید تعلیم کے لئے F.sc (پری میڈیکل پری انجینئرنگ) میں داخلہ لینا چاہئے اور اگر ایسا نہیں ہے تو کامرس' جنرل سائنس یا آرٹس وغیرہ کے مضامین میں انٹرمیڈیٹ کرنے کی بجائے انہیں اب DBA کی تعلیم حاصل کرنی چاہئے کیونکہ DBA کرلینے کے بعد الگ سے انٹر میڈیٹ (I.com/F.A) وغیرہ نہیں کرنا پڑے گا اور اس کے بعد وہ B.A وغیرہ میں بھی داخلہ کے اہل ہوں گے اس لئے کہ DBA انٹرمیڈیٹ کے مساوی ہے۔

طلبہ B.Com میں بھی داخلہ لے سکیں گے اس لئے کہ DBA میں کامرس کے مضامین کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

B.B.A اور M.B.A کی لائن اختیار کی جا سکے گی اس لئے کہ DBA کی اصل بنیاد بزنس مینجمنٹ کے مضامین پر ہے۔

الگ سے کمپیوٹر کورسز نہیں کرنا پڑیں گے اس لئے کہ DBA میں کمپیوٹر کے استعمال کو بھی اہمیت دی گئی ہے۔

اور اگر بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر مزید تعلیم نہ بھی جاری رکھ سکیں تو DBA میں شامل کمپیوٹر کامرس اور بزنس مینجمنٹ کے کورسز کی بنیاد پر معاشی لحاظ سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

پہلا مشینی جانور

خوشخبری ہو پالتو جانوروں کے شوقین افراد کے لئے۔ اب پاکستان میں بھی ایسے پالتو جانور دستیاب ہیں جو صرف چند سو روپے میں خریدے جا سکتے ہیں۔ اور جنہیں آپ چابی کے ساتھ لٹکائے لٹکائے گھوم سکتے ہیں۔ گھبرائیے نہیں یہ جیب میں رکھنے پر دم گھٹنے سے نہیں مرتے کیونکہ یہ مشینی پالتو جانور ہیں جنہیں جاپان نے ایجاد کیا ہے۔ کلائی پر باندھنے والی گھڑی سے کچھ زیادہ جسامت والے یہ "برقی پالتو جانور" پہلی مرتبہ سیل ڈالنے پر "پیدا" ہو جاتے ہیں۔ سوتے بھی ہیں۔ جاگتے بھی ہیں' بھوک لگنے پر شور بھی مچاتے ہیں (لیکن انہیں کھانا کھلانے کی ضرورت نہیں پڑتی) اور اپنی طبعی عمر (یعنی سیل کی مدت) پوری ہونے پر "مر" جاتے ہیں۔ مختصر سے ان برقی جانوروں کو جاپان میں بچوں کے کھلونوں کے طور پر متعارف کروایا گیا تھا۔ پہلے ایک ہفتہ کے دوران ہی جاپان بھر میں ایسے دس لاکھ سے زائد برقی جانور فروخت ہو گئے۔ آئندہ چند ماہ کے دوران دنیا بھر میں ان کے اس سے بھی کہیں زیادہ بڑی تعداد فروخت ہوئی۔ ان کی چھوٹی سے جسامت میں زندگی کے مراحل "ڈیجیٹل" انداز سے نقل کئے گئے تھے۔ یہ قیاس بھی غلط نہیں کہا جا سکتا کہ برقی پالتو جانوروں کی مقبولیت میں اسی ڈیجیٹل زندگی کا ہاتھ ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرمہ فوزیہ مبشر گھمن صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری مبشر احمد گھمن صاحب کا رسولی کے علاج کے لئے اتفاق ہسپتال لاہور میں داخل ہیں احباب جماعت سے موصوفہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ محترمہ عائشہ فرحت صاحبہ اہلیہ مکرم قریشی مبارک احمد صاحب مرحوم مربی سلسلہ بعارضہ قلب فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔

احباب سے ان کی صحت اور درازی عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ محترمہ نجمہ بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا بشیر احمد صاحب سکنہ ہڈیارہ کو 98-8-26 کو اچانک دل کا شدید حملہ ہوا۔ جس پر انہیں شالیمار ہسپتال لاہور داخل کروایا گیا۔ طبیعت کافی بہتر ہے۔ مکمل شفایابی و آئندہ پیچیدگی سے نجات کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ مکرم عبداللطیف اٹھوال صاحب 1/3 دار العلوم جنوبی ربوہ لکھتے ہیں۔

میرے نواسے عزیزم ضمیر احمد ابن مکرم بشارت احمد صاحب آف جرمنی نے قرآن کریم چھ سال کی عمر میں ختم کر لیا ہے۔ تمام احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ اس نور سے بچے کو وافر حصہ عطا کرے۔

سانحہ ارتحال

○ محترم عائشہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد اسلم صاحب ایاز دار البرکات ربوہ مختصر علالت کے بعد مورخہ 98-7-24 بروز جمعۃ المبارک فضل عمر ہسپتال میں بعمر 67 سال وفات پاگئیں۔ مرحومہ 1/6 حصہ کی موصیہ تھیں اور بہت کم عمری میں قادیان میں وصیت کی تھی۔

سادہ روی' راستبازی' پنجوقتہ نماز و تلاوت قرآن کا اہتمام اور حقوق العباد کا نہایت باریکی کے ساتھ خیال رکھنا آپ کے خصوصی اوصاف تھے مرحومہ مالی قربانی بھی ہمیشہ پیش پیش رہیں۔ اپنے بہت سے مرحوم اعزہ کی طرف سے بھی چندہ جات ادا کیا کرتی تھیں اور ہمیشہ اپنے ہاتھ سے اور اس قدر اخفاء سے مالی قربانی کرتیں کہ ان کے اہل خانہ کو بھی ان کی وفات کے بعد پتہ چلا کہ آپ 1/6 حصہ کی موصیہ تھیں۔

حضرت اماں جان اور حضرت مسیح موعود کے مبارک خاندان کی دیگر بزرگ خواتین کے ساتھ عمر بھر نہایت قربت و باہمی احترام کے تعلقات رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ سے بھی ذاتی تعارف و تعلق کا اعزاز حاصل تھا۔ چنانچہ ایک موقع پر حضور انور نے آپ کے متعلق فرمایا۔

"میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ نیکی اور تقویٰ میں وہ نہایت بلند مقام رکھتی ہیں۔"

آپ نے پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے بڑے بیٹے مبشر احمد محمود احمد صاحب سلسلہ کے نوجوان مخلص شاعر ہیں جبکہ چھوٹے بیٹے منور احمد جاوید صاحب کینیڈا میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ Weston ہیں۔ آپ کی ایک بیٹی ہومیو پیتھی ڈاکٹر عامرہ عطیہ صاحبہ انچارج شعبہ ہومیو پیتھی و فزیو تھراپی فضل عمر ہسپتال اور سیکرٹری تحریک جدید و وقف جدید لجنہ ربوہ ہیں۔ جبکہ ایک داماد مکرم لیاقت احمد صاحب شاہد مربی سلسلہ نظارت اشاعت سمعی بصری میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے قرب خاص میں جگہ عطا فرمائے۔

ولادت

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم محمود احمد عباسی صاحب کارکن پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ کو 20- جون 1998 کو بیٹے سے نوازا ہے۔ پیارے آقا نے نومولود کا نام دانیال محمود عطا فرمایا ہے جو وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔

نومولود مکرم مظفر حسین صاحب عباسی سابق انسپکٹر بیت المال آمد کا پوتا اور مکرم محمد صدیق صاحب ساکن احمد نگر کا نواسہ ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو باعمر سعادت منداور خادم دین بنائے۔

بقیہ صفحہ 1

پھیپھڑوں پر نمونیہ کا حملہ ہوا اور آخر میں وفات سے ایک دن قبل دل کا حملہ ہوا اور ایک دن کے بعد دوسرے حملے کے بعد وفات پاگئے۔

محترم سید امین احمد صاحب ربوہ میں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ٹیچر رہے۔ اس کے بعد یونائیٹڈ بینک سے وابستہ ہو گئے جس میں آپ نے غیر معمولی ترقی کی اور 30 سال تک اس ادارے سے وابستہ رہے اور نائب صدر کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ بعد ازاں ایک سال چپ بورڈ میں کام کیا۔ اب پھر یو بی ایل کی طرف سے بینک کی تنظیم نو کے لئے آپ کو بلایا جا رہا تھا کہ مولائے حقیقی کا بلاوا آگیا۔ محترم سید امین احمد صاحب نے یونائیٹڈ بینک میں حج کے پروگرام کا پیکیج تیار کیا آپ کمپیوٹر کے ماہر تھے۔ یونائیٹڈ بینک میں اس شعبے میں آپ کی خدمات مثالی تھیں۔ آپ کا خاص وصف یہ تھا کہ آپ نے احمدی نوجوانوں کو کمپیوٹر کی تربیت دلا کر باعزت روزگار حاصل کرنے کے قابل کیا۔

آپ نہایت مخلص اور جاں نثار فدائی احمدی تھے۔ درویش صفت اور خاموش طبع وجود تھے۔ اپنے عظیم والد سے شعر کا ورثہ بھی پایا اور کبھی کبھار آپ کا کلام جماعتی رسالوں کی زینت بھی بنتا رہا۔ بہت وسیع المطالعہ شخص تھے۔

آپ نے اپنے پیچھے محترمہ راشدہ مبارکہ صاحبہ بیوہ کے علاوہ دو بیٹے مکرم سید عتیق احمد صاحب جو انقرہ ترکی میں سول انجینئر ہیں اور مکرم سید مجیب احمد صاحب جو پی آئی اے میں پائلٹ ہیں اور ایک بیٹی سیدہ ماہم احمد یادگار چھوڑی ہیں۔ محترمہ راشدہ مبارکہ صاحبہ حضرت نواب محمد احمد خان صاحب کی صاحبزادی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی پوتی اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی نواسی ہیں۔

محترم سید امین احمد صاحب حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ (چھوٹی آپا) کے بھائی تھے۔ جملہ احباب جماعت سے آپ کی مغفرت اور بلندیٔ درجات نیز لواحقین کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بقیہ صفحہ 3

میں فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا جو بعد میں دوپہر تک جاری رہا۔ اس دوران انتالیس (39) فیملیوں کے ایک سو ساٹھ (160) افراد نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

معائنہ مقام اجتماع خدام الاحمدیہ

حضرت صاحب 21 مئی 98ء کو شام پانچ بجے مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے انیسویں سالانہ اجتماع کے انتظامات کا معائنہ فرمانے کے لئے مقام اجتماع Bad Kreuznach تشریف لے گئے۔ جب حضور چھ بجے مقام اجتماع پہنچے تو مارکی میں خدام کارکنان کی بڑی تعداد مختلف شعبہ جات کے تحت منظم طور پر موجود تھی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اس طرح کا انتظام تو جلسہ سالانہ کی روایات میں سے ہے نہ کہ اجتماع کی۔ پھر حضور انور نے اپنی یادداشت کے حوالے سے مقام اجتماع کے معائنہ سے تعلق میں بعض امور بیان فرمائے اور پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو ہدایت فرمائی کہ ربوہ اور قادیان میں مقام اجتماع کے معائنہ کی روایات کے بارے میں معلومات منگوائیں۔ تاہم حضور انور نے ازراہ شفقت مکرم امیر صاحب جرمنی سے فرمایا کہ آج میں آپ کے پہلے سے ترتیب دیئے گئے انتظامات کے مطابق ہی معائنہ کروں گا۔ چنانچہ حضور انور نے تمام شعبہ جات کے ناظمین کو شرف مصافحہ عطا فرمایا اور پھر بازار کی سجی ہوئی دوکانوں کا جائزہ لیتے ہوئے لنگر خانہ میں تشریف لے آئے۔ بعد میں مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کے ساتھ ایک اجلاس میں حضور انور نے کارکنان کو اہم نصائح فرمائیں۔

افتتاح اجتماع خدام الاحمدیہ

مورخہ 22 مئی 1998ء کو حضور انور صبح بیت نور سے مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے انیسویں سالانہ اجتماع 98ء کا افتتاح فرمانے کے لئے مقام اجتماع Bad Kreuznach تشریف لے گئے۔ دوپہر ایک بج کر پچپن منٹ پر حضور انور نے لوائے خدام الاحمدیہ اور جرمنی کا پرچم لہرایا اور دعا کروائی۔ پھر حضور انور نے مارکی میں تشریف لے جا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا (جس کا خلاصہ الفضل میں شائع کیا جا چکا ہے) جس کے ساتھ ہی سالانہ اجتماع کا افتتاح بھی عمل میں آیا۔ شام کو حضور انور نے خدام کے بعض علمی اور ورزشی مقابلہ جات ملاحظہ فرمائے اور پھر مارکی میں تشریف لے آئے جہاں خدام کے ساتھ ایک مجلس علم و عرفان کا انعقاد ہوا۔

بعد ازاں حضور واپس بیت نور فرینکفرٹ تشریف لے آئے جہاں نماز مغرب و عشاء ادا فرمائیں۔

رپورٹ محمود احمد ملک (جاری ہے)

بقیہ صفحہ 5

نے اپنا ایک رویاء درج فرمایا اور یہ خط 2۔جولائی 1960ء کا لکھا ہوا ہے۔ دھوھذا۔

عزیزم مکرم شیخ محمد احمد صاحب

تین دن ہوئے ایک عجیب خواب دیکھا۔ دیکھا کہ میں قادیان میں ہوں اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے مکان کے سامنے جو راستہ گزرتا ہے۔ اس میں جا رہا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول کی ڈیوڑھی اور مفتی فضل الرحمان صاحب موصوف کی ڈیوڑھی مشترک تھی۔ اس کے سامنے پہنچا تو اس میں دو تین معمولی سے گھوڑے بندھے ہوتے ہیں۔ جو مستی میں آکر ایک دوسرے کو کاٹتے اور دولتی چلاتے ہیں۔ [illegible]ے چوک کی طرف گیا۔ تو بہت سی بھینسوں کا نظارہ دیکھا۔ مگر انہوں نے میرے راستہ میں مزاحمت نہیں کی۔ اور میں آگے گزر گیا۔ اور اس گلی کی طرف گھوما۔ جو قصر امامت اور میرے مکان کی طرف جاتی ہے۔ تو اس گلی میں آپ کے والد صاحب موصوف حضرت منشی ظفر احمد صاحب نظر آئے۔ نہایت روشن چہرہ اور بے حد بارونق رنگ۔ سفیدی اور سرخی کی آمیزش لئے ہوئے دیکھا۔ پاس ایک گھوڑا کیت رنگ کا نہایت اعلیٰ چمکتا ہوا تھا۔ اس پر حضرت منشی صاحب موصوف سوار ہو کر مشرق کی جانب سلام کر کے روانہ ہو گئے۔ گویا کسی اجتماع پر آئے تھے۔ اور اب واپس جاتے ہیں۔ میں نے کسی انسان کا اتنا بارونق اور چمکتا ہوا شفاف چہرہ اور کسی گھوڑے کا ایسا چمکتا ہوا رنگ نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے یہ عشق اور محبت کا کرشمہ ہے۔

خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ

2-7-60

کئی وجوہ سے خاکسار نے اس رؤیا کو شائع کرنا مناسب سمجھا ہے۔

نوشتہ بماند سیاہ بر سفید
نویسندہ را نیست فردا امید

(مطبوعہ حیات بشیر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah
خلافت لائبریری ربوہ

خبریں قومی اخبارات سے

ربوہ : 29-جولائی- گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں کم سے کم درجہ حرارت 32 سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 42 سنٹی گریڈ
30-جولائی غروب آفتاب 9-7
31-جولائی طلوع آفتاب 21-5

عالمی خبریں

امریکہ نے پاکستان کی طرف سے افغانستان کی فوجی امداد پر سخت تشویش کا اظہار کیا ہے۔ روسی حکام بھی طالبان مخالف دھڑوں کی خفیہ امداد کر رہے ہیں۔ لیکن یہ زیادہ خطرے والی بات نہیں۔

صدر کلنٹن کی عدالت میں طلبی پر وائٹ ہاؤس نے اظہار افسوس کیا ہے۔ صدر کے وکیل نے کہا ہے کہ ہم صدر کو عدالت میں پیش نہیں کریں گے۔ اپیل کورٹ نے صدر کے وکلاء کو گرینڈ جیوری میں پیشی سے مستثنیٰ قرار دینے کی درخواست مسترد کر دی وکیل اور موکل کے درمیان خط و کتابت کو خفیہ رکھنے کے حق سے صدر اور سرکاری حکام محروم کر دیئے گئے۔

ڈیڑھ ماہ گذرنے کے باوجود پاکستان کے ایٹمی دھماکوں پر جاپانی عوام کا غصہ کم نہیں ہوا۔ وہ بمشکل ہی پاکستان کے سفارت خانے کی بات سنتے ہیں۔

مقبوضہ کشمیر میں ڈوڈہ کے دیہات میں دہشت گردی کی ایک خونیں واردات میں ایک ہی خاندان کے 8- افراد سمیت 15 ہندوؤں کو قتل کر دیا گیا۔ یہ سب لوگ رات کو سوئے ہوئے تھے مسلح افراد دروازے توڑ کر گھروں میں داخل ہو گئے اور سوئے ہوئے لوگوں پر گولیوں کی بارش کر دی۔ پولیس نے الزام عائد کیا ہے کہ یہ قتل مجاہدین نے کئے ہیں۔ یہ تین روز قبل مجاہدین کی ہلاکتوں کا رد عمل ہے۔ حملہ آور فرار ہو گئے۔

کانگرس کی سربراہ سونیا گاندھی نے واجپائی ہٹاؤ مہم شروع کر دی ہے۔ حکومت کی پالیسیوں کے خلاف اپوزیشن کانگرس نے نئی دہلی کے وسط میں احتجاجی جلسہ منعقد کیا۔ جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

دہلی میں طالبات کے سکرٹ پہننے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ شلوار قمیص پہننے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ طلبہ کو پورے بازوؤں کی قمیص پہننے کی ہدایت کر دی گئی ہے۔

برطانوی پولیس کو تارکین وطن کے گھروں پر چھاپے مارنے اور جعلی شادیوں کی تفتیش کا اختیار دے دیا گیا ہے۔

ججوں کی تقرری کے مسئلہ پر بھارت میں بھی انتظامیہ اور عدلیہ کے درمیان ٹکراؤ شروع ہو گیا ہے۔ کلکتہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس نے استعفیٰ دے دیا۔ 100 ججوں کی تقرریاں رک گئیں۔

اسرائیلی وزیر اعظم یاہو کی چھٹی ہوتے ہوتے رہ گئی۔ مواخذہ کے لئے عدم اعتماد کی تین تحاریک کامیاب ہونے والی تھیں مگر مطلوبہ تعداد پوری نہ ہو سکی۔ اسرائیلی صدر نے کہا ہے کہ قبل از وقت انتخابات کی ضرورت ہے فلسطینیوں سے مذاکرات میں تعطل خطرناک ہو گا۔

ایرانی وزیر دفاع نے کہا ہے کہ ایرانی ٹیکنالوجی عالم اسلام کے لئے حاضر ہے۔ اردگرد کی بدلتی ہوئی صورت حال سے غافل نہیں رہ سکتے۔

سارک سربراہ کانفرنس سے قبل وزرائے خارجہ کی بحث تعمیر و ترقی کی گفتگو تک محدود رہی۔ ایٹمی ایشو پر کوئی بات نہیں ہوئی۔

امریکی صدر کلنٹن نے کہا ہے کہ بھارت نے مسئلہ کشمیر پر ثالثی کی تجویز مسترد کر کے بڑا مسئلہ پیدا کر دیا ہے پاکستان اور بھارت کے درمیان اعتماد کی فضا کے لئے طریقے تلاش کرنا ہوں گے۔ تاکہ دونوں فوجی محاذ آرائی کے راستے سے واپس آ جائیں۔

افغانستان میں حکومت کے مخالفوں نے کابل ائرپورٹ پر فضائی حملہ کیا۔ تین وزنی راکٹ گرے۔ کوئی جانی نقصان نہیں ہوا دو محاذوں پر جنگ تیز ہو گئی۔ 26- افراد ہلاک ہو گئے۔ جنرل دوستم، جنرل عبدالمالک اور کمانڈر احمد شاہ مسعود کی فوجیں مختلف محاذوں پر سرکاری فوجوں پر حملہ کر رہی ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ملکی خبریں

سپریم کورٹ نے متفقہ طور پر فیصلہ دیا ہے کہ ایمرجنسی برقرار رہے گی تاہم بنیادی حقوق معطل نہیں ہوں گے۔ عدالت عظمیٰ نے صدارتی حکم کو جزوی طور پر غیر قانونی قرار دے دیا۔ بنیادی حقوق کی سماعت کے بارے میں اعلیٰ عدالتوں کے اختیارات بحال کر دیئے گئے فاضل چیف جسٹس نے کہا کہ مارشل لاؤں اور ایمرجنسیوں کے نفاذ نے پاکستان کی ساکھ خراب کر دی ہم نے مشرقی پاکستان کھو دیا۔ فاضل عدالت نے قرار دیا کہ ایمرجنسی کے نفاذ کا دوبارہ بھی جائزہ لے سکتے ہیں۔ عدالتیں بنیادی حقوق کی محافظ ہیں اور سپریم کورٹ آئین کے تحت بنیادی حقوق کے نفاذ کی ذمہ دار ہے۔ حکومت کو فیصلے کرتے وقت عوام کو ذہن میں رکھنا چاہئے۔ فاضل عدالت نے قرار دیا کہ چیمبر میں حکومت کی جانب سے پیش کردہ خفیہ مواد بادی النظر میں ظاہر کرتا ہے کہ صدر ایمرجنسی لگانے میں حق بجانب تھے۔ مگر بنیادی حقوق کی معطلی بلاجواز ہے۔

سپریم کورٹ کا فل بنچ سات جج صاحبان پر مشتمل تھا جن کی سربراہی چیف جسٹس مسٹر جسٹس اجمل میاں کر رہے تھے۔ عدالت نے بدھ کے روز تین بجے سہ پہر دلائل کے اختتام کے ڈیڑھ گھنٹہ بعد مختصر فیصلہ سنا دیا۔

بھارتی وزیر اعظم واجپائی نے کہا ہے کہ نواز شریف سے پہلی ہی ملاقات میں علاقہ میں امن قائم ہو جائے گا۔ دونوں ممالک کے مسائل پر امن طریقہ سے حل کئے جا سکتے ہیں۔ انہوں نے یہ باتیں کولمبو روانہ ہونے سے پہلے کہیں۔

وزیر اعظم نواز شریف نے کولمبو روانہ ہونے سے پہلے کہا کہ کشمیر ہو یا ایٹمی پروگرام کوئی خفیہ سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا۔ بھارت کے ساتھ ایٹمی پروگرام روکنے کا باہمی معاہدہ کرنے کو تیار ہیں۔ امید ہے بھارت ایٹمی ہتھیاروں کو محدود رکھنے میں ہمارا ساتھ دے گا۔

کراچی میں فائرنگ سے 3- افراد ہلاک ہو گئے۔ خفیہ پولیس کے اہلکار سمیت 6- افراد زخمی ہو گئے۔

پاک فوج کے دو جوانوں کے قتل سمیت 13- افراد کے قتل کے الزام میں ایم کیو ایم کے اکرم کانا کو گرفتار کر لیا گیا۔ 15- مئی 1995ء کو ٹرک کلینر اور سبزی فروش کو مخبری کے شبہ میں قتل کر دیا تھا۔ ہائی کمان کی ہدایت پر پانچ کارکنوں کو اغوا کے بعد گولیوں سے بھون دیا۔ 97ء میں کانسٹیبل یوسف کو اغوا کے بعد پھانسی دے دی۔ 14- مارچ 95ء کو دوبارہ گرفتار ہوا۔ لیکن ایک ہفتے کے بعد رہا ہو گیا۔ ملزم کی رہائی کے لئے ایم کیو ایم زبردست دباؤ ڈال رہی ہے۔

وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ نے پھر سے خصوصی طیاروں کا استعمال شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے ان طیاروں کا استعمال ایٹمی دھماکوں کے بعد خود انحصاری اور کفایت شعاری کے تحت بند کر دیا تھا۔

محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ میری گرفتاری کا نتیجہ سب دیکھ لیں گے۔ کوئی جرم نہیں کیا جس کی سزا ملے۔ حکومت چاہتی ہے کہ میں اس کے لئے سیاسی میدان چھوڑ دوں مگر میں ایسا نہیں کروں گی۔ گرفتاریوں کا شوق نہیں۔ سیاسی زندگی کی ابتداء ہی گرفتاریوں اور قید سے کی ہے۔ ملکی سیاست میں ہر طرح قربانی دی مگر نواز شریف تو سیاست میں قربانیاں دینے کے تصور سے ہی محروم ہیں۔

بی بی سی اور وائس آف جرمنی کو انٹرویو دیتے ہوئے قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ اٹارنی جنرل نے جھوٹ بولا ہے۔ سوئس عدالت میں میرے خلاف کوئی مقدمہ نہیں صرف انکوائری ہو رہی ہے۔ ایک ڈبہ سامنے رکھ کر مسلسل کہا جا رہا ہے کہ سرے محل زرداری کا ہے۔ یہ محل زرداری ہاؤس سے زیادہ قیمتی نہیں۔ میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ بحران آئے گا۔ نواز شریف ملک کو مقروض کر دے گا۔ پھر یہ سنہری پلیٹ میں رکھ ہمیں اقتدار پیش کریں گے۔

31- جولائی کو ملک گیر کنونشن میں تاجر غیر معینہ مدت کے لئے ہڑتال کا اعلان کریں گے۔

ایوان صنعت و تجارت لاہور کے اجلاس میں گورنر سٹیٹ بینک سے یہ سوال کیا گیا کہ حکومت کی ایک اہم شخصیت کی ریڈ کو ٹیکسٹائل ملز 86 کروڑ روپے کی نادہند ہے۔ ان سے ریکوری کون کرے گا؟ گورنر سٹیٹ بینک نے کوئی جواب نہیں دیا۔ یاد رہے کہ ریڈ کو احتساب سیل کے سربراہ سینیٹر سیف الرحمن کی ملکیت ہے۔

محترمہ بے نظیر بھٹو اور آصف علی زرداری راولپنڈی میں ہائی کورٹ میں پیش ہوئے تو پیپلز پارٹی کے کارکن پولیس پر ٹوٹ پڑے۔ جی ٹی روڈ پر ٹریفک جام ہو گئی۔ پولیس نے مظاہرین کو منتشر کرنے کے لئے لاٹھی چارج شروع کیا۔ مظاہرین نے جوابی طور پر پولیس پر پتھراؤ کیا۔

گورنر سٹیٹ بینک نے کہا ہے کہ 869 نادہندگان نے ملک کو یرغمال بنا رکھا ہے۔

نئے و پرانے امراض کی بفضل خدا کامیاب علاج گاہ
بھٹی ہومیو پیتھک کلینک اینڈ سٹور فون ۲۱۱۱۸۶
ڈاکٹر منصور احمد بھٹی ڈاکٹر سرور کریم بھٹی
پریکٹس از ۱۹۳۷ء کوالیفائیڈ ہومیو پیتھ
ذریعہ ٹیلیفون یا خط کے ذریعہ سے بھی مشورہ کر سکتے ہیں

• ریفریجریٹرز • ڈی فریزرز • ائیر کنڈیشنرز
ڈیلرز • واشنگ مشین • ٹی وی
نیشنل الیکٹرونکس
4- لنک میکلوڈ روڈ جودھامل بلڈنگ پٹیالہ گراؤنڈ
لاہور 7223228 7357309

چھوٹا قد- موٹاپا- کمزوری
کیلئے کیوریٹو ہومیو پیتھک نسخے

Atrophy Cure	25/-	جزوی سوکھا پن کیور
Body Building Course	175/-	تعمیر بدن کورس
Dwarfishness Course	150/-	چھوٹا قد کورس
Emaciation Cure	25/-	کمزوری جسم کیور
Enlarged Abdomen C.	25/-	بڑا پیٹ کیور
Exostosis Cure	25/-	بڑھی ہڈی کیور
Marasmus Course	80/-	سوکھا مسان کورس
Obesity Course	140/-	موٹاپا کورس

ہر اچھے ہومیو پیتھک و میڈیکل سٹورز سے طلب کریں۔ لٹریچر فری
کیوریٹو انٹرنیشنل ربوہ- فون کلینک 211054/771
آفس 213156 سیلز آفس 211283 فیکس 212299